جناب محمد الیاس الاعظمی

امام علی بن حمزہ کسائیؒ

اور ان کی علمی و دینی خدمات

امام علی بن حمزہ کسائیؒ (م ۱۸۹ھ) کا شمار تبع تابعین میں ہے، فن نحو، لغت و عربیت، فقہ اور خاص طور پر فن قرأت میں ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تذکرہ نگاروں نے ان کو امام القراء کا خطاب دیا ہے، تاحیات قرآن مجید کی خدمت درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی رہی۔ فن قرأت میں غیر معمولی قابلیت اور مہارت کی وجہ سے قراء سبعہ میں شمار کیے جاتے ہیں یہاں ان کی زندگی کے حالات و واقعات اور علمی و فنی خصوصیات و امتیازات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

نام و نسب

علی نام، ابوالحسن کنیت، کسائی نسبت اور معلوم شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔ ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز۔[1]

ان کے شجرہ نسب میں اختلاف ہے تذکرہ نگاروں نے ان کے پرداد کا نام قیس، عثمان اور بہمن لکھا ہے[2] ابن کثیر نے ان کے پرداد کا نام لکھا ہی نہیں ہے بلکہ ان کی جگہ ان کے جد اعلیٰ کا نام لکھا ہے[3] صحیح یہ ہے کہ ان کے پرداد کا نام بہمن تھا اس کا ذکر بہت سے تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، صولی کا بیان ہے کہ یہ علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز مولیٰ بنو اسد ہیں[4]

ان کی کنیت میں بھی اختلاف ہے ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے[5] مگر یہ قول ضعیف ہے، اور صحیح کنیت ابوالحسن ہی ہے کیونکہ سوائے ابن الندیم کے کسی اور نے اس کنیت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

نسبتیں

یہ کسائی، اسدی، نحوی اور کوفی کی نسبتوں سے معروف ہیں، تذکرہ نگاروں کے یہاں ان کی معروف نسبت کسائی کے بارے میں مختلف بیانات ملتے ہیں۔

---

۱ غایۃ النہایۃ: ۱/۳۵ والفہرست ص ۹۷

۲ ایضاً وتہذیب التہذیب: ۷/۳۱۳

۳ البدایہ والنہایۃ: ۱۰/۲۰۲

۴ معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ وتاریخ بغداد ۱۱/۴۰۳

۵ الفہرست ص ۹۷

۱- حج بیت اللہ میں احرام کسا یعنی کمبل کا باندھا تھا اس لیے کسائی سے مشہور ہوئے [1] عبدالرحمن بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام کسائی سے دریافت کیا کہ آپ کو کسائی کیوں کہا جانے لگا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے احرام کمبل میں باندھا تھا [2] علامہ ابن القاصح بغدادی لکھتے ہیں۔

قیل له الکسائی من اجل انه احرم فی کساء [3] — ان کو کسائی اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک کمبل میں احرام باندھا تھا۔

علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

واما علی فالکسائی نعتہ لما کان فی الاحرام فیه تسربلا

اور علی سے مراد امام کسائی ہیں اور ان کا یہ نام اس لیے پڑا کہ انہوں نے کمبل کا احرام باندھا تھا۔

۲- امام حمزۃ الزیات کوفی کے حلقہ درس میں کسا اوڑھ کر بیٹھتے تھے اور وہ فرماتے صاحب کسا کو میرے پاس لاؤ، امام اہوازی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اشبہ بالصواب یہی ہے [4]

۳- یہ جب کوفہ آئے تو کسا اوڑھے ہوئے تھے اس لیے کسائی سے مشہور ہوئے [5]

۴- خلف بن ہشام کا بیان ہے کہ علی بن حمزہ کوفہ آئے تو مسجد السبیع میں اس وقت پہنچے جب فجر کی اذان ہو رہی تھی وہاں امام حمزہ پڑھا رہے تھے۔ علی بن حمزہ اس وقت کمبل اوڑھے ہوئے تھے امام حمزہ نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کوئی صاحب کسا ہیں۔ لوگوں نے ازراہ تضحیک یہ کہا اگر کپڑا بننے والا ہوگا تو سورہ یوسف پڑھے گا اور اگر ملاح ہوگا تو سورہ طٰہٰ پڑھے گا یہ جملہ امام کسائی نے سن لیا پھر انہوں نے تلاوت شروع کی اور سورہ یوسف پڑھنا شروع کیا اور جب الذئب پر پہونچے تو الذئب بغیر ہمزہ کے پڑھا اس پر امام حمزہ نے کہا الذئب پر ہمزہ ہے کسائی نے کہا الحوت پر بھی ہمزہ ہے مگر بغیر ہمزہ کیوں پڑھتے ہیں۔ امام حمزہ نے اس کا جواب دینے کے لیے خلاد الاحول کو اشارہ کیا اور وہ حاضرین مجلس کو چیر کر آگے بڑھے اور مناظرہ کیا مگر وہ امام کسائی کو کچھ قائل نہ کر سکے بالآخر انہوں نے امام کسائی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ ہی بتائیں۔ امام کسائی نے کہا اس بار جواب سے سنو اور پھر اسے بخوبی سمجھایا اور یہ شعر بھی شہادت کے طور پر پڑھا۔

ایها الذئب وابنه وابوہ انت عندی من اذؤب ضاریات

---

[1] البدایه والنهایه ۱۰/۲۰۱ وغایة النهایة ۱/ ۵۳۹ [2] ایضاً ومعرفة القراء ۱/۱۲۲ وتاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴

[3] سراج القاری المبتدی ص ۱۲ [4] غایة النهایة ۱/ ۵۳۹ وابراز المعانی ص ۲۴-۲۵

[5] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۔

اسی دن سے یہ کسائی کہے جانے لگے [1]

اس واقعہ کو ابوبکر الانباری نے بھی قدرے ترمیم و اضافہ کے ساتھ لکھا ہے [2]

۵۔ امام کسائی جہاں کے رہنے والے تھے اس جگہ کا نام کسا تھا اس لیے کسائی سے معروف ہوئے [3] تمام تذکرہ نگاروں نے اول الذکر وجہ تسمیہ کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ابن الجزری نے بھی اسی کو درست قرار دیا ہے۔ [4] آخر الذکر وجہ تسمیہ کو وہ سب سے زیادہ ضعیف سمجھتے ہیں [5]

چونکہ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے [6] اس لیے اسدی اور کوفہ کے باشندے تھے اس لیے کوفی اور فن نحو میں متبحر ہونے کی بنا پر نحوی سے معروف ہیں۔

پیدائش اور وطن

امام کسائی کا سنہ پیدائش قطعیت کے ساتھ نہیں ملتا تاہم علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کی پیدائش ۱۲۰ھ کے آس پاس ہوئی [7] حافظ ابو العلاء نے ان کی عمر ستر سال بتائی ہے۔ [8] چونکہ ان کا سنہ وفات ۱۸۹ھ ہے [9] اس لحاظ سے ان کا سنہ پیدائش ۱۱۹ھ ہو جاتا ہے

خیر الدین زرکلی کا بیان ہے کہ امام کسائی کوفہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے [10] اور یہیں ان کی پرورش و پرداخت بھی ہوئی [11] یہ ہشام بن عبد الملک کا زمانہ حکومت تھا۔

امام کسائی اصلاً فارسی النسل اور سواد عراق کے باشندے تھے [12] امام سرخسی نے لکھا ہے کہ یہ امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے [13]

تجرد

انہوں نے شادی نہیں کی اور مجرد زندگی گذاری، علامہ یافعی لکھتے ہیں۔ ان کے پاس بیوی تھی اور نہ لونڈی۔ [14]

---

[1] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۵

[2] نزہۃ الالباء ص ۸۴ تا ۸۷

[3] ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۷۰ء ص ۴۹

[4] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۹

[5] ایضاً

[6] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ ۲۱۷

[7] ایضاً ۱/۱۲۰

[8] غایۃ النہایۃ ۱/۵۴۰

[9] المعارف ص ۵۴۵

[10] الاعلام ۴/۲۸۳

[11] الفہرست ص ۴۲

[12] الاعلام ۴/۲۸۳، و غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۵

[13] تبع تابعین ۲/۱۶۵

[14] مرآۃ الجنان ۱/۴۲۱

تحصیل علم اور شیوخ

امام کسائی کی پوری زندگی تعلیم و تعلم میں گزری انہوں نے فن قرأت، نحو اور لغت و عربیت کی تعلیم حاصل کی خصوصیت سے فن قرأت اور علم النحو میں اس قدر مہارت بہم پہنچائی کہ اس میں یکتائے روزگار ہوئے۔ امام خلف کا بیان ہے کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں قرآن پڑھا اور بڑی عمر میں لوگوں کو پڑھایا نحو اور لغت کی تعلیم اسی عمر میں حاصل کی۔

علم قرأت امام حمزۃ الزیات کوفی سے حاصل کیا جو ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے ان سے چار مرتبہ قرآن پڑھ کر ان کے نامور تلامذہ میں شمار ہوئے بعد میں ایک زمانہ تک اپنے استاذ کی قرأت کا درس دیا۔ البتہ بعض مقامات پر ان سے اختلاف بھی کیا اور ان کے استاذ اس اختلاف سے واقف بھی تھے کیونکہ حصول علم قرأت میں ان کا یہ معمول تھا کہ امام حمزہ کے بعض اصولوں کو ضبط کرتے اور بعض کو چھوڑ دیتے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ قرأت سے فن قرأت سیکھا۔ ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ امام کسائی نے امام حمزہ کے علاوہ ایسے ماہرین فن سے بھی علم قرأت حاصل کیا جن کی قرأتیں سلف کے مطابق تھیں [1] پھر امام کسائی نے خود ایک طرز قرأت کو اختیار کیا اور اس کی تعلیم دی [2] ان کے چند شیوخ کے نام یہ ہیں۔

امام حمزہ بن حبیب الزیات کوفی، عیسیٰ عمر ہمدانی، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری، ابوبکر بن عیاش اسدی، اسماعیل، یعقوب ابن جعفر، عبد الرحمٰن بن ابی حماد، مفضل بن محمد ضبی، زائدہ بن قدامہ، اعمش، محمد بن حسن بن ابی سارۃ، قتیبہ بن مہران، ابوحیوٰۃ شریح وغیرہ [3]

مؤخر الذکر دو اساتذہ نے خود ان سے بھی استفادہ کیا [4] ہذلی نے ان کے اساتذہ میں امام نافع بن ابو نعیم مدنی کا بھی ذکر کیا ہے، مگر یہ درست نہیں۔ علامہ ابن الجزری کہتے ہیں کہ امام کسائی نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا [5]

سلسلۂ قرأت

امام کسائی نے امام حمزہ کے علاوہ عیسیٰ بن عمر اور طلحہ بن مصرف سے بھی سند لی جن کا سلسلہ ابراہیم نخعی، علقمہ بن قیس اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کے واسطوں سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے [6]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۵ و ۵۳۸ والبدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲ وتہذیب التہذیب ۷/۳۱۳

[2] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۳

[3] غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۵ - ۵۳۶ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۰ - ۱۲۱

[4] ایضاً [5] ایضاً [6] سراج القاری المبتدی ص ۱۲

درس وافادہ امام کسائی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا ان سے استفادہ کرنے والوں کا اس قدر مجمع ہوتا تھا کہ سب کو ایک ساتھ پڑھانا مشکل ہوجاتا چنانچہ امام کسائی کرسی پر بیٹھ کر درس دیتے یہاں تک کہ لوگوں کو مقاطع ومبادی کی بھی تعلیم دیتے [1]

خلف کا بیان ہے کہ جب ماہ شعبان آتا تو ان کے لیے ایک منبر بنایا جاتا اور یہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو پڑھاتے اور روزانہ آدھی منزل پڑھاتے اس طرح شعبان میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے [2]

تلامذہ امام کسائی کثیر التلامذہ ہیں ان کے تلامذہ میں نامور ائمہ قرأت وحدیث اور ارباب حکومت بھی شامل ہیں ہارون الرشید اور اس کے صاحبزادوں امین اور مامون کو بھی قرأت اور لغت وعربیت کی تعلیم دی [3] بغداد میں ان کا فیض عام تھا ابن الانباری نے لکھا ہے کہ انہوں نے بغداد کے قرار کو پڑھایا، پھر ایک قرأت اختیار کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی [4] ان کے تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

ابو الحارث لیث بن خالد، ابوعمرو حفص دوری، نصیر بن یوسف رازی، ابراہیم بن زاذان، ابراہیم بن حریش، احمد بن جبیر، احمد بن ابی سریج، احمد بن ابی ذھل، احمد بن منصور بغدادی، احمد بن واصل، اسماعیل بن مدان حمدویہ بن میمون، حمید بن ربیع خزاز، زکریا بن وردان، سورۃ المبارک، قتیبہ بن مہران اصفہانی۔ احمد بن سریج نہشلی، ابوعبید قاسم بن سلام، ابوحمدون طیب بن اسماعیل، سریج بن یونس، عبدالرحمٰن بن واقد، عیسیٰ بن سلیمان الشیزری، احمد بن جبیر انطاکی، محمد بن سفیان، عبدالرحیم بن حبیب، عبدالقدوس بن عبدالمجید، عبداللہ بن احمد بن ذکوان، عبداللہ ابن موسیٰ، عدی بن زیاد، علی بن عاصم، عمر بن حفص مسجدی، فضل بن ابراہیم، فورک بن شبویہ محمد بن سنان، محمد بن واصل، مطلب بن عبدالرحمٰن، مغیر بن شعیب، ابوتوبہ میمون بن حفص، ابو اناس ہارون بن سورۃ المبارک، ہارون ابن عیسیٰ، ہارون بن یزید، ہاشم بن عبدالعزیز بربری، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن زیاد خوارزمی اسحاق بن اسرائیل، حاجب بن ولید، حجاج بن یوسف بن قتیبہ، خلف بن ہشام البزار، زکریا بن یحییٰ انماطی، ابوحیوۃ شریح بن یزید، صالح الغافظ، عبدالواحد بن میسرہ قرشی، علی بن ہشام، عمر بن نعیم بن میسرہ، عروہ بن محمد اسدی، عون بن الحکم، محمد بن زریق محمد بن سعد، محمد بن عبداللہ بن یزید حضرمی، محمد بن عمر رومی، محمد بن مغیرہ محمد بن یزید رفاعی، یحییٰ بن زیاد الفراء، یعقوب الدورقی، یعقوب حضرمی، عبداللہ ابن ذکوان وغیرہ [5]

بعض لوگوں نے عبداللہ ابن ذکوان کے امام کسائی سے پڑھنے کے واقعہ کو بعید از قیاس قرار دیا ہے اور

---

[1] غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۸

[2] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۸

[3] البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲

[4] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۶ - ۵۳۷ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۱

اس سلسلے میں نقاش کی روایت پر اس لیے تنقید کی ہے کہ وہ اکثر عجیب و غریب باتیں روایت کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل دی ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اس طرح کی کوئی بات نہیں لکھی ہے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ خود امام عبداللہ ابن ذکوان کا بیان ہے کہ میں امام کسائی کے پاس چار ماہ رہا [۱] اور کئی بار قرآن پڑھا، علامہ ابن الجزری نے اس سلسلے میں نصیر کا ایک قول نقل کیا ہے جس سے امام کسائی کے مسجد دمشق میں پڑھانے کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امام کسائی کو دمشق جانے میں کوئی چیز مانع بھی نہیں تھی کیونکہ وہ ابتداء سے اسفار کے عادی تھے [۲]

رواۃ قرائت

امام کسائی کے جن شاگردوں سے ان کی قرائت کی ترویج و اشاعت ہوئی اور جن کو اہل فن نے رواۃ قرائت قرار دیا ہے ان کے نام یہ ہیں

۱۔ امام ابو الحارث لیث بن خالد ۲۔ امام ابو عمرو حفص دوری

علم و فضل

امام کسائی علم و فضل میں بے مثل اور عظیم المرتبت تھے ان کی شخصیت جامع کمالات تھی علامہ ذہبی نے اعلام النبلاء میں لکھا ہے ابوبکر الانباری فرماتے ہیں کہ ان کی شخصیت متعدد خصوصیات کا مجموعہ تھی یہ فن نحو کے بڑے عالم، ناموس اور اجنبی الفاظ میں نادرۂ عصر اور فن قرائت میں ممتاز تھے [۳]

خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں

واخبارہ مع علماء الادب فی عصرہ کثیرۃ [۴]	ہم عصر علمائے ادب کے ساتھ ان کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔

قاضی احمد بن کامل فرماتے ہیں۔

وکان عظیم القدر فی ادبہ وفضلہ [۵]	کسائی اپنے علم و ادب میں عظیم المرتبت تھے۔

ان کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ آپ تو علم نحو میں ان کے ہم پلہ ہیں، چنانچہ میں نے اس زعم میں مبتلا ہو کر ان سے مناظرہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو [۶]

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے امام کسائی سے تاروں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے تاروں کی بھرپور

---

[۱] ایک قول کے مطابق سات ماہ۔ [۲] معرفۃ القراء ۱/۱۲۶ و غایۃ النہایہ ۱/۵۳۷ - ۲۲۱

[۳] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳ و غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸ [۴] الاعلام ۴/۲۸۳

[۵] نزہۃ الاولیاء ص ۹۴ [۶] بغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶

تفصیل بتائی جس پر اس اعرابی نے کہا

مافی العرب اعلم منک ۳	عرب میں آپ جیسا کوئی عالم نہیں ہے

ابن الاعرابی فرماتے ہیں۔

کان الکسائی اعلم الناس ضابطا عالما بالعربیۃ قارئا صدوقا ۴	امام کسائی بڑے عالم قوی الحافظہ عربیت کے ماہر قرآن کے قاری اور صدوق تھے۔

محمد سجستانی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ کا ایک عامل بصرہ آیا تو میں اس کے یہاں گیا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے سجستانی علمائے بصرہ کون ہیں، میں نے زیادی، مازنی، ہلال، شاذکونی اور ابن کلبی وغیرہ کے نام بتائے اور انہیں جن علوم میں مہارت حاصل تھی اس کا بھی تذکرہ کیا، چنانچہ عامل بصرہ نے ایک دن ان سب کو جمع کیا اور ہر شخص سے کچھ سوالات کیے علمائے بصرہ نے ان کے جوابات دینے سے اس لیے معذرت کر دی کہ وہ سوال ان کے فن سے متعلق نہ تھا۔ واضح رہے کہ عامل بصرہ نے جان بوجھ کر ہر عالم سے ایسے سوالات کیے جن کا تعلق اس کے خاص علم سے نہیں تھا پھر عامل بصرہ نے کہا اہل کوفہ کے ایک عالم امام کسائی ہیں ان سے جس فن سے متعلق سوال کرو وہ اس کا ضرور جواب دیتے ہیں ۵ خیر الدین زرکلی کہتے ہیں۔

امام فی اللغۃ والنحو والقرأۃ من اھل الکوفۃ ۶	امام کسائی لغت نحو اور علم قرأت میں اہل کوفہ کے امام تھے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

والیہ انتھت الامامۃ فی القرأۃ والعربیۃ ۵	امام کسائی کی ذات پر قرأت و عربیت کی امامت ختم ہوتی تھی۔

صاحب تذکرۃ النحاۃ لکھتے ہیں۔

در نحو لغت از کبار ائمہ بود ۶	وہ نحو و لغت کے کبار ائمہ میں سے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی نے بھی انہیں مجتہد فن لکھا ہے ۷

---

۱ تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۶ ۲ ایضاً ص ۴۰۶
۳ تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۷ ۴ الاعلام ۴/۲۸۳
۵ معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ ۶ تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵
۷ المامون ص ۲۵

قرأت میں ان کا مرتبہ

اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ فن قرأت میں انہیں امامت کا مرتبہ حاصل تھا اور وہ امام قرأت کہے جاتے تھے علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ ان کی ذات پر علم قرأت اور عربیت کی امامت ختم ہوتی ہے [1] علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ کسائی بغداد میں علم قرأت وتجوید کے امام تھے [2] ابن مجاہد کا بیان ہے کہ امام کسائی اپنے زمانہ میں قرأت میں لوگوں کے امام تھے [3] ابو طیب لغوی کا بیان ہے کہ امام کسائی اہل کوفہ کے عالم اور ان کے امام تھے، اہل علم کا مرجع اور ان کے مصلح تھے [4] ابو عبید کتاب القرأت میں لکھتے ہیں۔

وكان من اهل القراءة وهي كانت علمه وصناعته ولم نجالس احدا كان اضبط ولا اقوم بها منه [5]

وہ فن قرأت سے وابستہ تھے اور یہی اصل ان کا موضوع علم اور اختصاص تھا اور اس فن میں ان سے زیادہ ذکی اور ٹھوس کسی شخص کو ہم نے نہیں پایا۔

امام کسائی ایک مرتبہ پڑھاتے وقت کچھ غلطی کر گئے بعد میں لوگوں کے دریافت کرنے پر اس کا علم ہوا تو اسے درست کرایا اور اپنے شاگرد خلف بن ہشام سے کہا اے خلف میرے بعد کون ہوگا جو غلطیوں سے محفوظ رہے گا تو خلف نے کہا۔

لا اما اذلم تسلم انت فليس يسلم منه احد بعدك قرأت القرآن صغيرا واقرأت الناس كبيرا وطلبت الآثار فيه والنحو [6]

نہیں، جب آپ جیسا شخص جس نے بچپن میں قرآن پڑھا اور بڑے ہو کر لوگوں کو پڑھایا اور اس کے فنی ونحوی نکات پہ بحث کی، نہیں محفوظ رہ سکا تو آپ کے بعد کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

امام کسائی اپنے امتیازات کی بنا پر اپنے شیخ امام حمزۃ الزیات کوفی کی وفات کے بعد مسند کوفہ پر متمکن ہوئے اور امام القراء کے لقب سے یاد کیے گئے۔

حدیث

امام کسائی اصلاً فن قرأت کے امام تھے اور گو وہ حدیث میں اس مقام تک نہیں پہونچے تاہم دستور

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۳۶
[2] تہذیب التہذیب ۷/۲۱۳
[3] کتاب التبصرہ ص ۱۲۴
[4] ماہنامہ الرشاد اعظم گڑھ مئی جون [illegible] ص ۶۹
[5] معرفۃ القراء ۱/۱۲۲
[6] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸ - ۵۳۹

زمانہ کے مطابق انہوں نے حدیث کا سماع سفیان بن عیینہ، جعفر صادق، اعمش، زائدہ بن قدامہ، سلیمان بن ارقم اور محمد بن عبید اللہ العرزمی وغیرہ سے کیا [1] اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ الفراء، خلف بن ہشام محمد بن مغیرہ، اسحاق بن ابی اسرائیل، محمد بن یزید رفاعی، یعقوب الدورقی، احمد بن حنبل اور محمد بن سعد کے نام قابل ذکر ہیں

صداقت امام کسائی صادق تھے، ابوعمر و دوری سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگ امام کسائی کے ساتھ ان کی نخوت کے باوجود کیسے رہے تو انہوں نے کہا کہ ان کی زبان کی سچائی کی وجہ سے [2]

لغت و عربیت امام کسائی کو لغت و عربیت میں بھی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے بلند مقام حاصل تھا تذکرہ نگاروں نے انہیں عربی زبان کا امام لکھا ہے اس کی تعلیم کوفہ سے بصرہ جا کر خلیل بن احمد، معاذ الہراء اور ابوجعفر رواسی وغیرہ سے حاصل کی تھی [3]

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ امام کسائی امام حمزہ سے تحصیل علم قرآت کے بعد دیہاتوں میں گئے اور قریب سے ان (کی زبان) کا مطالعہ کیا پھر شہر واپس آئے تو لوگوں کو لغت کی تعلیم دی۔ [4]

طلب نحو کا سبب فن نحو سے ان کی رغبت و دلچسپی کا واقعہ بڑا سبق آموز اور دلچسپ ہے۔ ان کے شاگرد یحییٰ بن زیاد الفراء کا بیان ہے کہ امام کسائی ایک دن پیادہ سفر کے بعد اپنے احباب میں پہونچے ان میں کچھ صاحب علم و فضل تھے اور اپنی تکان کو "عییت" سے بیان کیا اس بیان کے احباب نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ بیٹھتے ہو اور اس طرح کی غلطی کرتے ہو۔ امام کسائی نے کہا میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ سفر کی تکان کو "عییت" کے بجائے "اعییت" سے بیان کرنا چاہیئے تھا عییت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو اس واقعہ سے امام کسائی نے بڑی خفت اور شرمندگی محسوس کی اور اسی وقت علم نحو حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کی تعلیم کون دیتا ہے لوگوں نے معاذ الہراء کا نام بتایا چنانچہ امام کسائی ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب سیکھ لیا اس کے بعد بصرہ گئے اور امام النحو خلیل بن احمد سے ملاقات کی ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا۔

ترکت اسدا وتمیما وعندھما الفصاحۃ　　تم بنو اسد اور بنو تمیم جو فصاحت کے مالک ہیں

---

[1] تہذیب التہذیب ۳۱۳/۷ و معرفۃ القراء ۱۲۰/۱

[2] معرفۃ القراء ۱۲۳/۱　　[3] ایضاً ۱۲۰/۱ و غایۃ النہایہ ۵۳۶/۱ و الفہرست ص۹۴

[4] غایۃ النہایہ ۵۳۸/۱

وجئت الی البصرۃ ۔ ان کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو۔

پھر امام کسائی نے خلیل بن احمد سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا انہوں نے کہا کہ حجاز کے دیہاتوں نجد اور تہامہ سے پھر امام کسائی دیہاتوں کی طرف چلے گئے وہاں سے واپسی پر خلیل بن احمد کے پاس آئے تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی جگہ پر یونس بن حبیب متمکن تھے۔ امام کسائی نے بہت سے مسائل میں ان سے گفتگو کی تو یونس بن حبیب نے ان کی تصدیق کی اور اپنی مسند درس ان کے حوالے کر دی[1]

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام کسائی دیہاتوں کی طرف چلے گئے، اور ایک مدت تک غائب رہے اور نجد و تہامہ کے اعرابیوں سے لغات اور غریب و نادر الفاظ کو لکھا اور جب واپس آئے تو ان کے لکھنے پر وہ روشنائی کی پندرہ شیشیاں صرف کر چکے تھے[2] اسی طرح کے خیالات کا اظہار صاحب المدارس النحویہ نے بھی کیا ہے[3]

قرأت اور نحو

قرن اول میں ہر قاری نحوی ہوتا تھا۔ درحقیقت قرأتوں کے اختلافات ہی نے قاریوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ فن نحو کے اصول و ضوابط منضبط کریں تاکہ قراء قرآن مجید کی تلاوت میں کلمات قرآن کی اصل و اساس، موقع و محل اور اعراب سمجھ سکیں، یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بصرہ کے وہ تمام نحوی جو ابن اسحاق کے بعد کے ہیں ان سب کا تعلق طبقہ قراء سے تھا، قراء سبعہ کے اکثر قاری نحوی ہیں مثلاً امام ابو عمرو بن العلاء بصری امام حمزۃ الزیات کوفی امام عاصم کوفی اور خود امام کسائی وغیرہ ۔

قراء سبعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے قراء نحوی تھے جیسے ابن ابی اسحاق حضرمی، عیسیٰ بن عمر، خلیل بن احمد، یونس بن حبیب وغیرہ، سیبویہ بھی قرأتوں کے ماہر تھے اپنی تصنیف الکتاب میں اکثر قرأتوں سے بحث و تعرض کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

---

[1] نزہۃ الالباء ص ۸۲ تا ۸۴ و تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴ و بغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶

[2] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ [3] المدارس النحویہ ص ۱۶۹

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور پتہ صاف صاف
لکھا کریں